© rasailojaraid.com

مولانا محمد حنیف ندوی

ایک آیت

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ۚ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۗ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ۚ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۗ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۞ (البقرہ ۲۵۳)

ترجمہ: یہ اللہ کے رسول ہیں جن میں سے بعض کو بعض پر ہم نے فضیلت بخشی۔ ان میں کوئی تو وہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ ہم کلام ہوا اور متعدد ایسے ہیں جنھیں گونا گوں درجات سے نوازا۔ اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو کھلی نشانیاں دیں اور اس کی روح القدس سے تائید فرمائی۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان کے بعد آنے والے لوگوں میں لڑائی جھگڑا پیدا نہ ہوتا جب کہ ان کے پاس اللہ کی واضح نشانیاں آچکی تھیں۔ لیکن ان میں اختلاف پیدا ہوا۔ سو کچھ لوگوں کے حصہ میں تو ایمان کی نعمت آئی اور کچھ لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی۔ اگر اللہ کی مشیت نہ ہوتی تو یہ آپس میں لڑائی جھگڑا نہ کرتے۔ مگر اللہ تعالےٰ جو (مناسب) سمجھتا ہے وہی کرتا ہے۔

جب قرآنِ حکیم کی زبان میں آنحضرتؐ بنی اسرائیل کی تاریخ بیان کر چکے اور یہ ثابت کر چکے کہ احکام الٰہی کی تعمیل میں ہمیشہ ان لوگوں نے مین میخ نکالی اور لیت و لعل سے کام لیا تو قرآن حکیم نے اس بات کی تصریح بھی فرمادی کہ ان حقائق کا علم آپ کو وحی کی بنا پر ہوا ہے اور آپ اللہ کے سچے اور صادق رسول ہیں۔

وانك لمن المرسلين ۞ اور تم یقیناً زمرۂ انبیا میں سے ہو۔

اس وضاحت کے بعد اب اس بات کی ضرورت تھی کہ کھل کر یہ بیان کیا جائے کہ زمرۂ انبیا کیا ہے۔ یہ کون لوگ ہیں اور ان میں درجات و مراتب کا فرق کس نوعیت کا ہے؟ محولہ بالا آیت میں اسی سوال کا جواب پایا جاتا ہے۔ نبوت و رسالت کا مظہر کیا ہے؟

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس کو سمجھنے کے لیے تین باتوں کا جان لینا ضروری ہے۔

ا۔ یہ کہ یہ عالم رنگ و بو آپ سے آپ منصۂ شہود پر نہیں آیا ہے۔ بلکہ اس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور خلعت وجود بخشا ہے۔

۲۔ یہ کہ وہ ذاتِ گرامی جس کی صنعت گری نے یہ بزم کون سجائی، بدرجہ غایت رحیم اور کریم ہے۔

۳۔ یہ اس کے رحم و کرم کا ہی کرشمہ ہے کہ اس نے اس سے قبل کہ انسان اپنے تجربے، کوشش اور جد و جہد سے کائنات کے بارے میں ناقص اور ادھورا علم حاصل کرے۔ اور پھر اس ناقص اور ادھورے علم کی اساس پر خود انسانی زندگی کے لیے اقدار و مسائل کا نقشہ ترتیب دے۔ ابتدا ہی سے اس کو وحی سے نواز دیا۔ اور وحی کے نور اور روشنی سے کائنات کی پیچیدہ گتھیاں سلجھا دیں۔ اور اس کو بتا دیا کہ تمھارا کائنات سے، رب سے، ربِ کائنات سے اور اس انسانی معاشرہ سے ربط کا کیا انداز ہونا چاہیے۔ یعنی وہ کیا خطوط ہیں جن پر چل کر ہم فلاح و کامرانی کے پھول چُن سکتے ہیں۔ اور وہ کون برائیاں ہیں جن سے ہمیں ہمیشہ دامن کشاں رہنا چاہیے۔

اس وحی سے بہرہ مند لوگوں کو قرآن حکیم کی اصطلاح میں انبیا و رسل کے نام سے پکارا جاتا ہے " تلک الرسل " کہہ کر اس گروہ کے بارے میں قرآن حکیم نے اس حقیقت کا اظہار فرمایا ہے کہ یہ گروہ اپنی زبان، پیرایہ بیان، پیغام اور کردار و سیرت کی بلندیوں کے اعتبار سے جانا بوجھا اور ایک ہے۔ سب ایک ہی سرچشمہ ہدایت سے استفادہ کرتے ہیں۔ سب مختلف زبانیں بولنے کے باوجود ایک ہی زبان اور ایک ہی پیرایہ بیان رکھتے ہیں۔ اسی طرح ان کے اخلاق کے پیمانے بھی یکساں ہیں۔ یعنی جس طرح تم انبیا و رسل کو ان کی زبان، اسلوب، لب و لہجہ اور پیغام کی وحدت و یک رنگی سے پہچان سکتے ہو، اسی طرح تم ان کے کردار و عمل میں سے ان خصوصیتوں کو محسوس کر سکتے ہو، جو صرف انہی کے ساتھ خاص ہیں۔

یہ اللہ کا ایک خاص گروہ، مقتدر جماعت اور منتخب زمرہ ہے جن کو اللہ تعالےٰ نے انسانی رشد و ہدایت کے لیے تاریخ کے مختلف ادوار میں دنیا میں بھیجا۔ ان کی سب سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بڑی پہچان یہ ہے کہ ان میں سے کوئی بھی اپنی ذات کی سطح سے نہیں بولتا، اپنے خیالات کی ترجمانی نہیں کرتا۔ اور اپنی پسند یا ناپسند کو دین نہیں ٹھہراتا۔ بلکہ اس افق اور بلندی سے بات کرتا ہے جہاں "دنیٰ وفتدلّٰی" کے دونوں ڈانڈے باہم ملتے ہیں۔ جہاں اللہ تعالےٰ اپنی تجلیات و انوار کو کسی بندے کے قلب و نگاہ میں سمو دینے کا قصد فرماتا ہے اور جہاں بشریت کو یہ شرف بخشا جاتا ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ سے بالواسطہ یا براہ راست مکالمہ اور بات چیت کا فخر حاصل کرے۔

یہاں اس نکتہ کی وضاحت ضروری ہے کہ جہاں تک دین اور شریعت کی اقلیم اور قلمرو کا تعلق ہے، اس میں صرف انبیا و رسل کے سکہ کا چلن ہے۔ ان کے سوا علم و عرفان کا اور کوئی قطعی و یقینی ذریعہ نہیں اور یہ مقام اپنی سعی و کوشش اور ریاضت و مجاہدہ سے حاصل ہونے والا نہیں بلکہ اس کا سراسر تعلق مشیتِ ایزدی کی اس تدبیر سے ہے کہ انسانوں کو زندگی کی صحیح راہوں پر ڈالنے کے لیے ایسی برگزیدہ شخصیتوں کو بھیجا جائے جو اپنے علم و عمل سے ان کی راہنمائی کی استعداد رکھتی ہوں اور یہ تدبیر ہزاروں برس ارتقا و تکمیل کے مراحل سے گزرتی ہوئی بالآخر آنحضرت ؐ کی ذاتِ گرامی پر آکر اختتام کو پہنچ چکی ہے۔ لہذا اب کوئی نیا نبی آنے والا نہیں۔ اللہ کا پیغام مکمل ہوا۔ اور انسان کی ہدایت و رہنمائی کے لیے اللہ تعالےٰ کو جو کچھ کہنا تھا، کہہ چکا۔ اور جن جن مسائل کی تفصیل بیان کرنا تھی، اور یا دین و دنیا کی جن جن گتھیوں کو سلجھانا تھا، ان کو سلجھا دیا۔ اب کوئی عقدہ اور اشکال ایسا نہیں رہا جس کو حل کرنے کے لیے نبوت و رسالت کی ضرورت محسوس ہو۔

ان تمام گزشتہ انبیا کے متعلق قرآن حکیم کا موقف یہ ہے کہ ان میں جو اختلاف رونما ہے، وہ درجات اور فرائض نبوت کے دائرہ کار کا ہے، صدق و کذب کا نہیں۔ لہذا سب اپنی اپنی جگہ قابل احترام اور تسلیم و ایمان کے سزاوار ہیں۔ ان سب کو ایک دوسرے پر ایک گونہ فضیلت حاصل ہے۔ مثلاً اگر حضرت موسےٰؑ سے اللہ تعالےٰ نے براہِ راست بات چیت کی، تو حضرت مسیح کو جبریل کی مدد و اعانت سے سرفراز فرمایا۔ لیکن چونکہ دونوں تو ایک ہی سرچشمہ فیض سے استفادہ کناں ہیں اور دونوں کا مقصد انسانیت کی رہنمائی ہے۔ اس لیے یہ کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ ان کے تمام تر اختلاف و تفاضل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے فتنوں کو ابھار دے اور خواہ مخواہ جدل و معرکہ آرائی کے میدان فراہم کرے۔

ان آیات میں اس حقیقت کا اظہار بھی کر دیا گیا کہ اگر اللہ تعالیٰ کی مشیت کا اقتضا یہ ہوتا کہ تمام دنیائے انسانیت متحد و متفق ہو کر رہے اور مذہب و دین کے معاملہ میں ان میں کوئی اختلاف پایا نہ جائے، تو ایسا ہو سکتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی تدبیر کوینی نے جان بوجھ کر اختلاف رائے کو باقی رکھا، تاکہ انسان اپنے اختیار کو استعمال کر سکے۔ اپنے اجتہادات گوناگوں سے کام لے سکے اور ارادہ و تخلیق کی رنگا رنگ معجزہ طرازیوں سے تہذیب و تمدن کی سج دھج میں اضافہ کر سکے۔

لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اختلاف رائے بہر حال قائم رہنا چاہیے اور وحدتِ افکار کے سلسلہ میں سرے سے کوئی قدم ہی نہ اٹھایا جائے۔ نہیں! غرض یہ ہے کہ انسان کچھ اس طرح اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرے اور اس طرح فکر و نظر کے نقشوں کو ترتیب دے کہ تکوین و تشریح کے دائرے آخر آخر میں ایک دوسرے سے آملیں اور انسان اور انسان میں اختلاف و تشتت کی جن دیواروں اور فاصلوں کو خود اس کی مصلحت کے پیش نظر روا رکھا گیا تھا، ان کو ایک ایک کر کے گرایا اور کم کیا جائے۔ یہی زندگی اور انسانی ثقافت کا اقتضا ہے۔

مسلمانوں کے سیاسی افکار

از پروفیسر رشید احمد

مسلمان مفکروں نے سیاسی نظریہ سازی کی تاریخ میں بہت اہم ابواب کا اضافہ کیا ہے۔ اس کتاب میں مختلف زمانوں اور مختلف مکاتیبِ فکر سے تعلق رکھنے والے مسلمان مفکروں اور مدبروں کے سیاسی نظریات پیش کیے گئے ہیں۔ یہ کتاب بی۔ اے کے نصاب میں داخل ہے۔

قیمت : ۱۵ روپے

ملنے کا پتہ : ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ۔ کلب روڈ۔ لاہور

© rasailojaraid.com